يريدون ليطفئوا نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

شہید ثالث

ترجمہ قاضی نور اللہ المرعشی الآملی الشوشتری الحسینی رحمہ اللہ

مولفہ جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب

عزیز لکھنوی

باہتمام حاجی حافظ خواجہ قطب الدین احمد پروپرائٹر

در نامی پریس لکھنؤ طبع شد ۱۳۴۵ ۱۹۲۶

تقریظ حضرت صدر المحققین رئیس المتکلمین شمس العلماء مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ ایدہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی نور بنورہ السموات والارض والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ و رسولہ محمد و آلہ الطاہرین شفعاء یوم الحشر والعرض اما بعد پس ارباب ایمان و اصحاب ایقان پر مخفی نرہے کہ یہ سوانح عمری جناب شہید ثالث قاضی نوراللہ شوشتری اعلی اللہ مقامہ و زاد فی جنت الفردوس اکرامہ جسکو سلیل الاطائب حمید الضرائب رفیع المراتب شامخ المناقب عزیزی جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب عزیز حباہم اللہ بجلیل التائید والتعزیز نے بکمال محنت و جانفشانی و بنہایت تحقیق و تدقیق امعانی مرتب فرمایا ہی عجب رسالۂ نافعہ و عجالۂ رائعہ ہی جسے بلا مبالغہ تشریح حیات جاودانی و ترویح روح ایمانی کہنا بجا ہی حق یہ ہی کہ عزیز موصوف نے اس تصنیف شریف سے بہت بڑا فرض ادا فرمایا ہے اور اپنی سعی مشکور سے تمام افراد فرقہ محقہ کو بالعموم ممنون و شکر گذار بنایا ہی۔ خداوند عالم انکو دنیا و آخرت میں جزائے خیر عطا فرمائے اور جملہ مومنین موقنین کو توفیق دے کہ اس مختصر و مفید ذخیرۂ عزیزہ سے علو شان رفعت مکان حضرت شہید ثالث طیب اللہ ثراہ و نور مضجعہ و مثواہ کا اندازہ کر سکیں واللہ الہادی

رقمہ بیدہ الوازرہ ناصر حسین الموسوی کان اللہ لہ فی الدنیا والآخرہ

فی الثامن عشر من شہر رجب الاصب ۱۳۲۴ھ
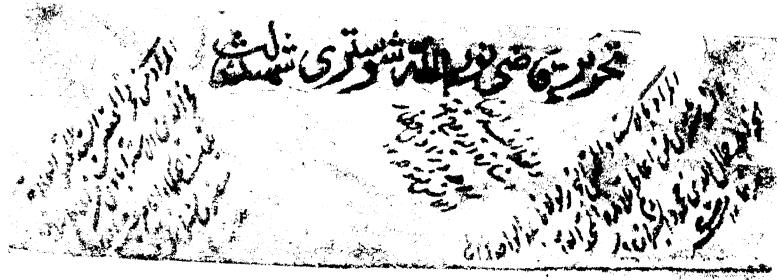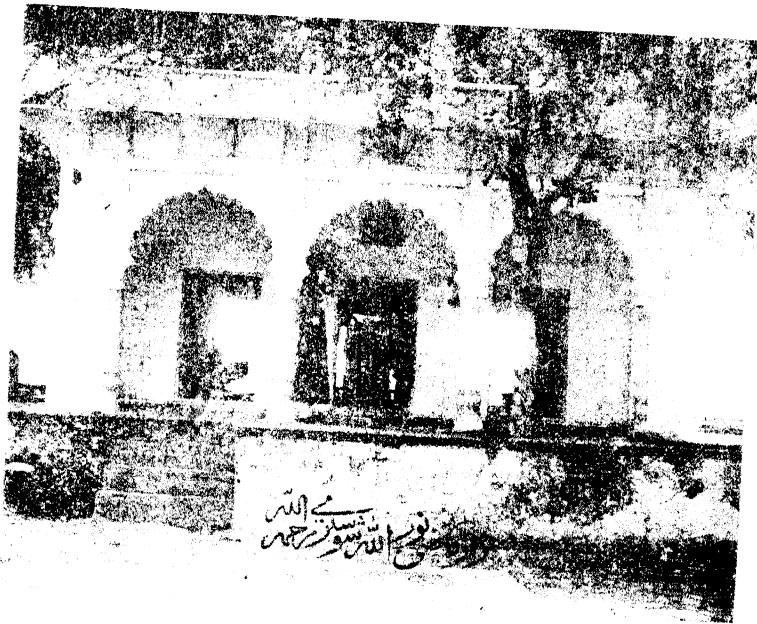
تحریر قاضی نور اللہ شوستری شہید ثالث

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را　　ہر زماں از غیب جانے دیگرست

دورنے جب صحیفۂ عالم کی ورق گردانی کی تو بہت سے جوہر قابل و فرد کامل ایسے دیکھے جن کی اصلیت پر نظر کرنے سے بہشت عرفاں کے دروازے کھل گئے۔ جنکے حالات کے مشاہدے سے علوم انبیا و اسرار الٰہی کی عظمت ثابت ہوئی۔ انکا خامۂ معجز نگار شہپر روح القدس سے بہتر پایا۔ سیاہی کے ہر قطرہ کو خون شہیداں سے مرکب دیکھا۔ صورتوں میں انبیائے بنی اسرائیل کی جھلک تھی سیرت میں اخلاق محمدیؐ کی متانت۔ انکے ساتھ بیٹھنا عبادت ہزار سالہ سے افضل و در اعتکاف کعبۃ اللہ سے بہتر جس وقت وہ اپنے حصیر قناعت پر ریاضت علم کے بعد گہری نیند سوتے تھے ہزار ہزار رکعتیں عابدان شب زندہ دار کی انکے دل و دماغ کا طواف کرتی تھیں انکی ہر رگ خواب و شہرگ تھی جہاں سے ہمیشہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید کی دلکش صدا آتی تھی انکے ہاتھ کے لکھے ہوے اوراق وہ پردے ہیں جو حجاب قدس کے اسرار نہاں کو کھولتے ہیں انکے ہر حرف میں فردوس کا ایک ایسا شہر معمور ہے جسکی وسعت عالم ناسوت سے کہیں بڑھی ہوئی ہے یا اس شہر علم کے دروازے کے جھرو کے ہیں جسکی تحریک زنجیر سے سلونی قبل ان تفقدونی کی آوازیں آتی ہیں۔ انکے ظاہری لباس پر نہ جاؤ۔ انکے سر پر وہ اکلیل مرصع اور زیب بدن وہ حلہ نور ہے جو اہل عرصات کی نگاہوں کو خیرہ کر دیگا۔ آگے آگے ایک ندا دینے والی کی زبان پر یہ الفاظ ہونگے۔ یہ ایک عالم ہے شاگردان آل محمدؐ سے جہالت کی اندھیری سے اسکی بدولت نجات پانے والے اس نور سے متمسک ہو کر بہشت کے دلفریب مناظر دیکھیں گے۔ انکے تصنیفات بھی دنیا میں وہی کام کرتے ہیں جو ہادیان برحق کا فرض منصبی تھا۔ سیکڑوں ہزاروں اسے پڑھکر گمراہی کی تاریکی سے نجات پاتے ہیں۔ یہ انوار مجسم کبھی فنا نہیں ہوتے ہمیشہ جلوہ گر رہتے ہیں اور اپنے تصنیفات کے

لباس میں عالم کو ہدایت کرتے ہیں۔ دنیا کی کوئی زبردست قوت اور کوئی جابر سلطنت اُن کو
نہیں مٹا سکتی۔ صدیوں کے بعد انکا خون ناحق جوش زن ہوتا ہے اور اُن کی ہستی کے
پاک نقش اُبھر کر اپنی بہار دکھاتے ہیں۔
اُنکے خون میں ڈوبے ہوئے پیکر صبح کفن میں شفق کا رنگین منظر دکھا کر اہل دل کو لہو رلواتے
ہیں یوں تو اکثر سلاطین کے دور حکومت میں سادات دیواروں میں زندہ چُنے گئے اُن کے
خون کے گارے سے عمارتیں مستحکم کی گئیں۔ علماء بیگناہ شہید ہوئے جن کا خون ناحق فضائے عالم
میں پرچم ظلم بنکر لہراتا رہے گا۔ مگر الف ثانی کے شہدائے راہ خدا میں **قاضی نور اللہ**
الحسینی المرعشی الاملی الشوشتری نور اللہ مرقدہ اس پایہ کے مجتہد جامع الشرائط
تھے جنکا نام ہمیشہ صفحہ اسلام پر نمایاں حرفوں میں نظر آئیگا۔ متکلمین امامیہ اور مجاہدین
اثنا عشریہ کے مقدس گروہ میں یہ برگزیدہ راہ خدا مستحق تھا کہ اس کے تمام واقعات زندگی
شہرت کے منظر عام پر لائے جاتے۔ علمی اہم واقعات سے وہ حجاب اُٹھا دیا جاتا جو استداد
زمانہ نے حائل کر دیا ہے مگر مفصل سوانح زندگی لکھنے کے لئے اسوقت کوئی کافی سرمایہ جلوہ نہیں ملا۔
مورخین و اہل تذکرہ نے حالات بہت اختصار سے لکھے ہیں اور یہ بھی قاضی صاحب کا انتہائے
فضل و کمال تھا کہ مخالفین نے اس عہد کی تاریخوں میں جبکہ ہمارا خون بہانا حلال تھا اُن کا ذکر
نہایت گرانقدر الفاظ میں کیا ہے الفضل ما شہدت بہ الاعداء خود قاضی صاحب
کے تصانیف سے بھی واقعات کے متعلق کوئی کافی مدد نہیں ملسکتی۔ کچھ حالات جناب والد علام
نے نجوم السماء فی تراجم العلماء میں تحریر کئے ہیں اور بعض حالات صاحب ماثر العلماء نے لکھے ہیں۔
اسکے علاوہ اُنکے تصنیفات کے مطالعے سے جو کچھ حالات بہم پہونچے وہ سب ایک کتاب کی
صورت میں جمع کر دئے اکثر واقعات جو عوام میں مشہور ہیں مثلاً نور جہاں کا مجلس مناظرہ منعقد کرنا
اور اُن کے خون کا انتقام لینا یا بعض کرامات انکی اصلیت کسی معتبر تذکرہ یا تاریخ یا کسی بیان میں

سے ثابت نہیں ہوئی۔ ایسے حالات جو صاحب شایع کریں وہ تا وقتیکہ کسی معتبر تاریخ کا حوالہ
نہ دیں اُسکی تحقیق کے خود ذمہ دار ہونگے۔ بعض کتابیں قاضی صاحب کے حالات کے متعلق ایسی
شایع ہوئی ہیں جن کی صحت میں علما کو کلام ہے اور تاریخیں بھی اُس سے چشم پوشی کرتی ہیں۔
بعض حضرات نے عجیب جسارت کی کہ میری کتاب کے تمام مضامین جنکو میں نے مختلف مقامات
سے نہایت تحقیق سے جمع کیا تھا بغیر حوالہ نقل کر لئے۔

مجھے ممدوح کے حالات کی جستجو عرصے سے رہی چنانچہ بسبب طبع اول ثانی کے اِس
کتاب میں بہت سے حالات جو نہایت معتبر وسائل سے بہم پہونچے ہیں اضافہ کئے گئے،

مرزا محمد ہادی عزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُمت مرحومہ پر تیرہ سو صدیوں سے کچھ زیادہ زمانہ گزر چکا اس مدت میں دنیائے اسلام نے مختلف کروٹیں بدلیں آسمان نے بیشمار چکر لگائے جن میں ایسے ہولناک دور بھی گزرے جنکے تصور سے دل خون ہو جاتے ہیں اور آنکھوں میں دنیا تاریک نظر آتی ہے نصرت دین محمد کیلئے جنکے قلم آزاد اور زبانیں اعلان کلمۂ حق میں بیباک تھیں وہ ہمیشہ دشمنوں کے محسود رہے ایکوقت وہ تھا کہ تشیع جرم عظیم سمجھا جاتا تھا علماء بیگناہ شہید کئے جاتے تھے چنانچہ اس فرقہ امامیہ میں بیشمار علماء و کملا قتل کئے گئے جیسے ابن السکیت[۱] علیہ الرحمہ اور ابن قتال[۲] نیشاپوری رح وغیرہ وغیرہ لیکن متاخرین علماء و فقہا میں جنکا سلسلہ قرن ثامن سے شروع ہوتا ہے سب سے پہلے محمد بن مکی ہیں دوسرے شیخ زین الدین عاملی تیسرے قاضی نور اللہ شوشتری جنہوں نے ہندوستان آکر اس سعادت کو حاصل کیا۔

جناب ملا حسین نوری علیہ الرحمہ مستدرک وسائل میں تحریر کرتے ہیں کہ شہیدین علیہما الرحمہ سے قبل بھی بعض علما شہید ہوئے اور انکے بعد بھی مگر باوجود اسکے انھیں دونوں بزرگوں کا

---

۱ شیخ ابو یوسف یعقوب بن اسحق السکیت المعروف بابن سکیت اکابر علما میں تھے ۲۴۲ھ میں متوکل نے محض شیعہ ہونے پر اور فضائل اہلبیت بیان کرنے پر انکی زبان گدی سے کھنچوا لی ۱۲

۲ محمد بن احمد بن علی القتال النیشاپوری المعروف بابن الفارسی ابن داؤد علیہ الرحمہ نے کتاب الرجال میں ان کی نسبت تحریر کیا ہے " متکلم جلیل القدر فقیہ عالم زاہد ورع قتلہ ابو المحاسن عبد الرزاق رئیس النیشاپور الملقب بشہاب الاسلام
یہ بزرگ علمائے مائۃ خامسہ میں ہیں انکی تصانیف سے تفسیر قرآن روضۃ الواعظین مشہور و معروف ہے تاریخ شہادت اور تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوئے ۱۲

لقب شہید قرار پایا اور جہاں کہیں شہیدین کا ذکر کیا جاتا ہے اس سے یہی مراد ہوتے ہیں
گویا یہ ایک آسمانی لقب تھا جو انکو ملا۔ جسطرح بعض علما کے لئے۔ صدوق مفید علم الہدیٰ
محقق۔ علامہ لقب مخصوص ہوگیا۔ ان سے قبل فخر الدین ابو المحاسن عبد الواحد بن اسمٰعیل
بن احمد محمد الطبری الرویانی۔ سید فضل اللہ الراوندی اور شیخ جلیل محمد بن احمد بن علی فتال
نیشاپوری ہیں جو معروف بہ ابن فارسی مصنف روضۃ الواعظین ہیں اور شیخ نصیر الدین
ابو عبد اللہ الحسین بن قطب الدین ابو الحسین الراوندی اور سید تاج الدین آوی ہیں اور
شیخ شہید حسن بن محمد بن ابی اکبر بن ابی القسم ہمدانی دمشقی السکاکینی بھی شہدا میں ہیں
اور شیخ زین الدین محمد بن ابی جعفر بن فقعہ اور محقق ثانی شہیدین کے ہم عصر اور شہاب الدین
تستری اور امیر محمد مومن استر آبادی اور قاضی نور اللہ شوشتری اور سید نصر اللہ حائری
اور شیخ فضل اللہ ہیں جو شاہ طہماسپ کی سلطنت کے علمائے اخیار سے تھے اور خان میر ابن وزیر
کبیر معصوم بیگ سلطان شاہ اسمعیل کے زمانہ کے علمائے کرام سے تھے اور میرزا ابراہیم بن میرزا
غیاث الدین محمد اصفہانی۔" اسمیں شک نہیں کہ یہ علما درجہ شہادت پر فائز ہوئے لیکن
جسطرح شہید اول اور شہید ثانی کا لقب محمد بن مکی اور زین الدین عاملی کیلئے مخصوص ہوگیا
اسیطرح لقب شہید ثالث صرف قاضی نور اللہ تستری علیہ الرحمہ کیلئے خاص ہوگیا اگرچہ یہ
اختصاص محتاج شہادت نہیں لیکن احتیاطاً ایسے شاہدین عادلین کی شہادت پیش کیجاتی ہے
جو علمائے عتبات عالیات اور علمائے ہندوستان سب کے نزدیک مسلم الثبوت محقق ہیں اوّل
جناب سلطان العلما طاب ثراہ جو بوارق میں تحریر کرتے ہیں۔

"کلمہ انما الخ این شبہہ را شارح مقاصد غیر او ذکر کردہ اند و شہید ثالث جناب سید نور اللہ
نور اللہ مرقدہ بچند وجہ جواب دادہ" بوارق صفحہ ۴۳، نسخہ مطبوعہ لودھیانہ

دوسرے جناب علامہ میرزا حسن نوری علیہ الرحمہ جو اس زمانہ میں مجلسی علیہ الرحمہ کے ہم رتبہ تھے

کتاب نجم ثاقب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"شہید ثالث قاضی نور اللہ رح در کتاب مجالس المومنین فرمودہ کہ مخالف و موالف بنا بر روایات صحیحہ صریحہ متفق اند برانکہ در زمان ظہور تمام دفائن گنجہا کہ از نظر مستور و در تحت زمینہا مدفونست بر روئے زمین آمدہ بر صاحب الامر علیہ السلام ظاہر خواہد شد" صفحہ ٦ نسخۂ مطبوعۂ ایران۔

اب سلسلے سے شہید اول رح ثانی و ثالث کے حالات درج کئے جاتے ہیں۔

شہید اوّل

شیخ شمس الدّین ابو عبداللہ محمد بن مکّی بن حامد عاملی جزینی ایک عالم ماہر فقیہہ محدث ثقہ متبحر جامع فنون عقلی و نقلی عابد زاہد متقی شاعر دقیقہ سنج ادیب منشی یکتائے زمانہ او اپنے عہد کے عدیم النظیر فرد تھے۔ شیخ فخر الدین محمد بن علامہؒ اور علمائے اہل تشیع و اہل سنت کے ایک گروہ کثیر سے انھیں حق روایت حاصل تھا انکے بعض اجازات میں مذکور ہے کہ انھوں نے روایت کی ہو مصنفات اہل سنت کی تقریبًا چالیس عالموں سے اُن کی تصنیفات بکثرت ہیں منجملہ انکے حسب ذیل کتابیں ہیں۔

(۱) کتاب الذکری جسمیں صرف باب الطہارۃ و باب الصلوٰۃ شایع ہوا ہے (۲) الدروس الشرعیۃ فی فقہ الامامیہ جسمیں فقہ کے اکثر ابواب ہیں مگر ناتمام ہے (۳) غایۃ المراد فی شرح نکت الارشاد (۴) جامع البین من فوائد الشرحین اسمیں تہذیب الاصول کی دونوں شرحیں (سید عمید الدین و سید ضیاء اللہ کی) جمع ہیں (۵) کتاب البیان در فقہ ناتمام (٦) رسالۃ الباقیات الصالحات (۷) لمعہ دمشقیہ در فقہ (۸) اربعین در علم حدیث (۹) الفیہ فی الصلوٰۃ الیومیہ (۱۰) رسالہ فی قصر من سافر بقصد الافطار و التقصیر (۱۱) نفلیہ (۱۲) خلاصۃ الاعتبار فی الحج و الاعتمار (۱۳) القواعد (۱۴) رسالہ تکلیف (۱۵) اجازہ مبسوطہ حسنہ و دیگر اجازات۔

(۱۶) کتاب المزار وغیرہ۔ لمعہ دمشقیہ کی بابت شہید ثانی شرح لمعہ میں لکھتے ہیں کہ اسکی تصنیف شمس الدین محمد آوی کی فرمائش سے ہوئی جو بادشاہ خراسان علی بن موید کے اصحاب تھے شیخ نے اس کتاب کو شہر دمشق میں صرف سات دن میں تصنیف فرمایا۔ خدمت شیخ میں اکثر علمائے عامہ رہتے تھے مگر جب تک شیخ تصنیف لمعہ میں مشغول رہے کوئی ملنے نہیں آیا

سید مصطفیٰ تفریشی نے اپنی کتاب رجال میں انکے متعلق لکھا ہے کہ وہ طائفہ امامیہ کے شیخ و فقیہہ تھے نہایت پاکیزہ کلام اور جید التصانیف انکے بعض تصنیفات بیان و دروس و قواعد میں فخر الدین محمد بن علامہ حلی سے انکا سلسلہ روایت ہے انکے اشعار نہایت جید ہوتے تھے فرماتے ہیں:۔

غنینا بناعن کل من لا یزورنا — وان کثرت اوصافه ونعوته
ومن صد عنا حسبه الصد واقلا — ومن فاتنا یکفیه انا نفوته

ایضاً

عظمت مصیبة عبدك المسكين — فی نومه عن مهر حور العين
الاولياء تمتعوا بك فی الدجی — بتهجد وتخشع وحنين
فطردتنی عن قرع بابك دونهم — اتری لعظم جرائم سبقونی
اوجدتهم لم يذنبوا فرحمتهم — ام اذنبوا فعفوت عنهم دونی
ان لم يكن للعفو عندك موضع — للمذنبين فاين حسن ظنونی

۹ جمادی الاول ۷۸۶ھ کو وفات ہوئی پہلے تلوار سے قتل کئے گئے پھر سولی دی گئی اسکے بعد سنگسار کر کے جلا دیا یہ واقعہ دمشق کے والی بیدمر کے عہد میں سلطنت برقوق میں قاضی برہان الدین مالکی اور عباد ابن جماعة الشافعی کے فتوے سے ہوا۔

قتل سے پہلے کامل ایکسال تک قلعہ شام میں قید رہے۔

حبس و قتل کا سبب یہ تھا کہ کسی دشمن نے ایک محضر تیار کیا اور اسمیں ایسی بری باتیں اور اس قسم کے عقائد جو اہلسنت کی نظر میں ناگوار و سخت ہوں جمع کئے اور یہ کہا کہ شیخ کے یہی عقائد ہیں اور اسپر ایک جماعت کثیر نے شہادتیں ثبت کیں جو قاضی صیدا کے نزدیک ثابت ہوگئیں شیخ کو قاضی شام کے پاس لائے اُسنے ایک سال تک قید رکھا اسکے بعد شافعی نے توبہ کا فتوی دیا اور مالکی نے قتل کا انھوں نے توبہ کرنے میں توقف کیا اسلیے کہ گناہ ثابت ہو جائیگا۔ اور جو باتیں انکی طرف منسوب کی گئی تھیں ان سے انکار کیا اُن لوگوں نے کہا کہ یہ امر ہمیشہ ثابت ہے اور قاضی کا حکم رد نہیں ہو سکتا انکار سے کوئی فائدہ نہیں۔ قاضی مالکی کی رائے کثرت متعصبین کیوجہ سے غالب ہوئی اور شیخ قتل کر دیے گئے اسکے بعد سولی دی گئی پھر سنگسار کر کے جسد کو جلا دیا۔ اس بزرگوار کی جلالت شان کے عُلمائے مخالفین تک معترف ہیں اسیوجہ سے علامہ شمس الدین محمد بن محمد الجزری نے کتاب طبقات القراء میں جناب شیخ کا ترجمہ لکھا ہے اس ترجمہ میں آپکے اوصاف میں لکھا ہے شیخ الشیعة والمجتهد فی مذهبهم نیز لکھا ہے وهو امام فی الفقه والنحو والقراءات علامہ جزری نے آپکی شہادت کا بھی ذکر ان الفاظ میں کیا ہے جعل امره الی المالکی فحکم باراقة دمه فضربت عنقه تحت القلعة بدمشق وکنت اذ ذاک بمصر۔

(ماخوذ از کتاب امل الآمل وغیرہ)

شہید ثانی

شیخ اجل زین الدین بن علی بن احمد بن محمد بن جمال بن تقی الدین بن صالح شاگرد علامہ بن شرف عاملی جبعی۔ ملقب بشہید ثانی۔ ثقہ علم فضل زہد عبادت ورع تحقیق تبحر علمی

جلالت قدر عظمت شان اور تمام فضائل و کمالات میں اسقدر مشہور کہ ذکر کی ضرورت نہیں انکے محاسن کریمہ اور اوصاف حمیدہ احاطہ حصر سے باہر ہیں انکے تصانیف بکثرت اور مشہور ہیں اور سلسلہ روایت خاصہ و عامہ کی جماعت کثیرہ سے ہے جو مصر و شام و بغداد و قسطنطنیہ وغیرہ میں تھے۔

سید مصطفٰے بن حسین تفریشی نے کتاب الرجال میں انکا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے

"وہ ایک سردار ہیں اس گروہ کے سرداروں سے اور ثقاۃ سے نہایت قوی الحافظہ اور فصیح البیان انکے ملامذہ نہایت جلیل القدر ہیں اُنکی تصنیفات نہایت لطیف ہیں۔ بسبب شیعہ ہونے کے ۹۶۶ھ میں بمقام قسطنطنیہ شہید کئے گئے"

فقہ۔ حدیث۔ نحو۔ قراۃ کلام۔ حکمت کے عالم اور فنون علم کے جامع تھے۔ مذہب امامیہ کے یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے علم درایت میں کتاب تصنیف کی انکے مولفات بکثرت ہیں منجملہ انکے حسب ذیل کتابیں ہیں۔

(۱) شرح ارشاد در فقہ۔ اسکی کتاب الطہارت اور کتاب الصلوۃ صرف شایع ہوئی اور یہ سب سے پہلی تالیف ہے (۲) شرح الفیہ مختصر (۳) شرح الفیہ متوسط (۴) شرح الفیہ مطول (۵) شرح النفلیہ (۶) شرح اللمعہ دو جلد (۷) شرح الشرائع ۲ جلد (۸) حاشیہ فتوی خلافیات الشرائع (۹) حاشیۃ الشرائع (۱۰) حاشیہ القواعد (۱۱) تمہید القواعد (۱۲) حاشیۃ الارشاد (۱۳) منیۃ المرید فی آداب المفید و المستفید (۱۴) حاشیہ مختصر نافع (۱۵) رسالہ اسرار الصلوۃ (۱۶) رسالہ فی نجاستہ البیر بالملاقاۃ و عدمھا (۱۷) رسالہ فی تیقن الطہارت والحدث والشک فی السابق (۱۸) رسالہ فیمن احدث فی اثناء غسل الجنابۃ (۱۹) رسالہ فی تحریم طلاق الحائض الحائل الحاضر زوجھا المدخول بہا (۲۰) رسالہ فی طلاق الغایب (۲۱) رسالہ فی صلوۃ الجمعہ (۲۲) رسالہ فی الحث علی صلوۃ الجمعۃ (۲۳) رسالہ فی آداب الجمعۃ (۲۴) رسالہ

فی حکم المقیمین فی الاسفار (۲۵) منسک الحج الکبیر (۲۶) منسک الحج الصغیر (۲۷) رسالہ فی نیابۃ الحج والعمرہ (۲۸) رسالہ فی احکام السجود (۲۹) رسالہ فی میراث الزوجہ (۳۰) رسالہ فی جواب ثلث مسائل (۳۱) رسالہ فی عشرۃ مباحث مشکلہ فی عشرۃ علوم (۳۲) کتاب مسکن الفواد عند فقد الاحبہ والاولاد (۳۳) کتاب کشف الریبہ فی احکام الغیبہ (۳۴) رسالہ فی عدم جواز تقلید المیّت (۳۵) رسالہ فی الاجتہاد (۳۶) البدایۃ فی الدرایہ (۳۷) شرح البدایہ (۳۸) کتاب غنیۃ القاصدین فی اصطلاحات المحدثین (۳۹) کتاب منار القاصدین فی اسرار معالم الدین (۴۰) رسالہ فی شرح حدیث الدنیا مزرعۃ الاخرہ (۴۱) کتاب الرجال والنسب (۴۲) تحقیق الاسلام والایمان (۴۳) رسالہ فی تحقیق النیۃ (۴۴) رسالہ فی ان الصلوٰۃ لاتقبل الابالولایۃ (۴۵) رسالہ فی فتوی الخلاف من الائمۃ فی تحقیق الاجماع (۴۶) کتاب الاجازات (۴۷) حاشیہ علی عقود الارشاد (۴۸) منظومہ فی النحو وشرحہا (۴۹) رسالہ فی شرح البسملہ (۵۰) سوالات الشیخ زین الدین واجوبتہا (۵۱) فتاوی الشرائع (۵۲) فتاوے الارشاد (۵۳) مختصر منیۃ المرید (۵۴) مختصر مسکن الفواد (۵۵) مختصر الخلاصہ - (۵۶) رسالہ فی تفسیر قولہ تعالیٰ والسابقون الاولون (۵۷) رسالہ فی تحقیق العدالہ (۵۸) جواب المسائل الخراسانیہ (۵۹) جواب المباحث النجفیہ (۶۰) جواب المسائل الہندیہ (۶۱) جواب المسائل الشامیہ (۶۲) الرسالۃ الاسطنبولیہ فی الواجبات العینیہ (۶۳) البدایہ سبیل الہدایہ (۶۴) اجازہ الشیخ حسین بن عبدالصمد (۶۶) فوائد خلاصۃ الرجال (۶۷) رسالہ فی ذکر احوالہ وغیر ذلک من الرسائل والاجازات والحواشی۔

در منثور میں انکے پوتے نے انکے حالات تفصیل لکھے ہیں اور جس تعریف کے مستحق تھے وہ کی ہے۔

انکے شاگرد شیخ محمد بن علی بن حسن غوری عاملی جزینی نے انکے حالات میں ایک

مستقل تاریخ لکھی ہے اور تاریخ مذکور میں تحریر کرتے ہیں کہ شیخ نے تمام صفات کمال کے محاسن
کو جمع کیا تھا اور اصناف کمال کے ہر قسم کی فخر کی چادر اوڑھ لی تھی انکا نفس ایسا برتر تھا
کہ سینہ اور پہلو کو اس سے افتخار کا موقع تھا اور انکے خصائل ایسے حسنہ تھے کہ فضل کی
خوشبو انسے مہکتی تھی امت کے شیخ و سردار تھے اور فضل کی ابتدا وانتہا تھے اپنی عمر گرامی کا
ایک لحظہ بھی نہیں صرف کیا مگر تحصیل فضائل میں اور اوقات شب و روز اسطرح تقسیم کئے
جس سے نفع حاصل ہوا اسکے بعد تفصیل اوقات کا ذکر کیا ہے۔ درس مطالعہ تصنیف عبادت
معیشت قضا، حاجات مہمانوں کی تواضع۔ اسکے بعد انکے کمالات ادب فقہ حدیث تفسیر
معقول ہئت ہندسہ حساب وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔

شیخ محمد عودی نے اپنی کتاب تاریخ میں اُس رسالہ سے بھی کچھ حالات نقل کئے ہیں
جو خود شہید ثانی نے اپنے حالات میں لکھا ہے۔

۱۳ر شوال ۹۱۱ھ کو ولادت ہوئی نو برس کے سن میں قرآن ختم کیا اور فنون
ادب وفقہ اپنے والد سے پڑھتے رہے ۹۲۵ھ میں انکے والد کا انتقال ہوا شیخ نے
اسی سال تحصیل علم کیلئے شہر میس کیطرف ہجرت کی اور ۹۳۳ھ تک شیخ علی بن عبدالعالی
سے پڑھتے رہے اسکے بعد کرک نوح کی طرف کوچ کیا اور سید حسن بن جعفر سے مختلف فنون
حاصل کئے اور اپنے وطن اول جبل عامل ۹۳۴ھ میں آئے۔ اسکے بعد دمشق گئے وہاں
شیخ شمس الدین محمد بن مکی اور شیخ احمد بن جابر سے پڑھا پھر جبع میں آئے ۹۴۲ھ میں بقیہ
علوم کی تحصیل کیلئے مصر گئے اور وہاں اہل سنت کے اکثر عالموں سے پڑھا جنکے نام لکھے ہیں،
اور جو کچھ فقہ وحدیث میں پڑھا اسکی تفصیل لکھی ہے ۱۶ آدمیوں سے جو مصر کے جید علما میں
تھے تحصیل کرکے ۹۴۴ھ میں جبع واپس آئے پھر زیارت عتبات کو گئے اور ۹۴۶ھ میں واپس
آئے ۹۵۱ھ میں بلاد روم کا سفر کیا ساڑھے تین ماہ تک قسطنطنیہ میں رہے بعلبک کے مدرسہ نوریہ

میں مدرس ہوئے اور وہیں قیام کیا ایک زمانہ تک پانچوں مذہبوں کا درس دیتے رہے۔

ابن العودی کے کلام اور شیخ حسن اور انکے والد کے اجازات سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے اہل سنت کے بہت سے عالموں سے پڑھا فقہ حدیث اصول وغیرہ اور تمام اُن کی کتابوں کی روایت کی۔

سوائے دو شعروں کے جنکو اُنھوں نے اپنی طرف منسوب کیا تھا اور کوئی شعر نہیں دیکھا گیا۔ وہ شعر یہ ہیں :-

لقد جاء فی القران ایۃ حکمۃ   تدمر ایات الضلال و من یجیر

ونخبران الاختیار بایدنا   فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر

بعض ثقات نے بیان کیا ہے کہ شہید ثانی نے دو ہزار کتابیں چھوڑیں جنمیں دو سو اُنکے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں اور نیز اکثر انھیں کے مولفات تھے۔

سید رحمت نجفی اور سید عبد النجفی وغیرہ نے انکے وفات پر طولانی مرثیہ کہے ہیں بعض اُدبا نے اُنکی تاریخ وفات کہی ہے۔

الجنۃ مستقرہ واللہ

۹۶۶ ہجری

انکے قتل کا سبب یہ ہے کہ دو آدمیوں نے انکے سامنے اپنا مقدمہ پیش کیا اِنھوں نے ایک کے حق میں فیصلہ کیا دوسرا ناراض ہوگیا اور قاضی صیدا کے پاس گیا اور انکے حق میں بدگوئی کی اس زمانہ میں شیخ شرح لمعہ کی تصنیف میں مشغول تھے۔ اور ہر روز غالبًا ایک جزو لکھتے تھے چنانچہ اصل نسخہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتاب مذکور کو ۶ مہینہ ۶ دن میں تصنیف کیا کیونکہ پشت کتاب پر تاریخ شروع تصنیف بھی لکھی ہے۔

قاضی نے جبع میں ایک آدمی اُنکے بلانے کیلئے بھیجا وہ اس زمانہ میں اپنے انگور کے

باغ میں شہر سے باہر اس تصنیف میں مشغول تھے اہل شہر نے اس سے کہا کہ وہ یہاں سے ایک مدت
ہوئی چلے گئے۔ اُسی زمانہ میں شیخ نے حج کا ارادہ کیا حالانکہ کئی دفعہ حج کر چکے تھے مگر
صرف اس واقعہ کے لحاظ سے اور پوشیدہ ہونیکے لئے سفر کیا جب یہ نہ ملے تو قاضی صیدا
نے سلطان روم کو لکھا کہ شام کے شہروں میں ایک شخص بدعتی خارج از مذہب اربعہ پایا جاتا ہے
سلطان نے ایک آدمی شیخ کو بلانے کے لئے بھیجا اور کہا کہ اسکو زندہ میرے پاس لاؤ تاکہ
میں اپنے شہر کے علما سے مباحثہ کراؤں اور وہ اُسکے مذہب سے مطلع ہو کر مجھے خبر دیں اُسکے
بعد میں کوئی حکم نافذ کروں گا وہ آدمی آیا لوگوں نے اس سے کہا کہ شیخ مکہ گئے ہیں وہ ڈھونڈھتا
ہوا مکہ پہونچا راہ میں اُنسے ملا شیخ نے کہا کہ تو میرے ساتھ رہ تاکہ میں حج سے فارغ ہولوں
پھر تجکو اختیار ہے جو چاہے کرنا وہ اسپر راضی ہوگیا حج سے فارغ ہو کر بلاد روم کیطرف چلے
وہاں پہونچکر ایک آدمی اور ملا اُسنے شیخ کو پوچھا کہ یہ کون ہیں اُسنے کہا کہ یہ شیعہ امامیہ کا
ایک عالم ہے میں چاہتا ہوں اسکو سلطان تک پہونچا دوں اس شخص نے کہا کہ تجھے اس امر
کا خوف نہیں کہ یہ سلطان سے تیری شکایت کرے تو نے اسکو اذیت پہونچائی اور راستہ میں
خدمت نہیں کی درانحالیکہ اسکے اکثر اصحاب بھی وہاں موجود ہیں جو اسکے ہمزبان ہونگے اور
اور تیری ہلاکت کا سبب ہوگا میری رائے ہے کہ قتل کرکے سرکا سر سلطان کے پاس لیجا۔
چنانچہ اُس شخص نے شیخ کو دریا کے کنارے قتل کیا۔

وہاں ترکماں کا ایک گروہ رہتا تھا اُن لوگوں نے رات کو دیکھا کہ متعدد نور آسمان سے
آتے جاتے ہیں یہ حال دیکھکر وہ آئے اور اُنھوں نے نعش مبارک کو دفن کردیا اور اسپر ایک قبہ بنا دیا۔
وہ شخص سر لیکر سلطان کے پاس گیا سلطان کو غصہ آیا اور کہا میں نے تو حکم دیا تھا کہ زندہ لانا
تو نے قتل کر ڈالا سید عبدالرحیم عباسی نے اس شخص کے قتل ہونمیں کوشش کی چنانچہ سلطان نے
اسکو قتل کرادیا۔ (ماخوذ از کتاب امل الامل)

شہید ثالث

سلسلۂ نسب قاضی نوراللہ بن شریف بن ضیاء الدین نوراللہ بن محمد شاہ بن مبارز الدین بن الحسین بن نجم الدین محمود بن احمد بن الحسین بن الحسین بن محمد بن ابی المفاخر بن علی بن احمد ابیطالب بن ابراہیم بن یحییٰ بن الحسین بن محمد بن ابی علی بن حمزہ بن علی المرعش بن عبداللہ بن محمد الملقب بالسّلیق بن الحسن بن الحسین بن امام علی زین العابدین بن الامام الحسین الشہید المظلوم یہ سلسلۂ نسب اٹھائیس واسطوں سے خامس آل عبا تک منتہی ہوتا ہے۔

سال ولادت و مولد ۹۵۶ھ میں جناب سید شوشتر[۲] میں پیدا ہوئے۔ اور آفتاب ہدایت بنکر کرۂ اسلام پر اپنی روشنی ڈالی۔ قاضی صاحب تنہا اپنے خانوادہ میں ان فضائل و معارف کے مالک نہ تھے بلکہ اسی سلسلۂ نورانی میں اُنکے اسلاف محترم اور اجدادِ مکرّم بھی معراج فضیلت تک پہونچے ہوے تھے انکے والد سید شریف حسینی شیخ ابراہیم قطیفی کے شاگردوں میں بڑے پایہ کے فاضل تھے۔ اور انکے جدّ محترم سیّد نوراللہ علمائی ارباب تصنیف میں تھے۔ اکثر علوم میں اُنکی تصنیفات کا بیش بہا ذخیرہ موجود ہے مجالس المومنین میں خود قاضی صاحب نے اپنے اجداد کے حالات لکھے ہیں اور اُن بزرگوں کا جلوہ اُسکے صفحات پر نظر آتا ہے۔ سید حسن غزنوی کے قصیدے کے جواب میں قاضی صاحب نے جو قصیدہ کہا ہی اُسکے اشعار میں تفاخر شاعرانہ نہیں بلکہ سچی رجزخوانی اسطرح فرمائی ہے[۵]

[۱] یہ سلسلۂ نسب خود قاضی صاحب نے مجالس المومنین میں اپنے جد امجد سید نوراللہ مرعشی حسینی کے حالات کے ضمن میں درج کیا ہی ۱۲ [۲] شوشتر باعجام شینیں درست ہے دیکھو معجم البلدان یاقوت حموی اور صاحب قاموس کی تغلیط کا اعتبار نہیں بمقابلہ تحقیق صاحب معجم البلدان ۱۲

شکر خدا کہ نور الٰہی است رہبرم — وز نار شوق اوست فروزندہ گوہرم

اندر حسب خلاصۂ معنی و صورتم — واندر نسب سلالۂ زہرا و حیدرم

دارای دہر سبط رسولم پدر بود — بانوی شہر دختر کسری است مادرم

ہاں ای فلک چو این پدرانم یکے بیار — یا سر بہ بندگی نہ آزاد زن برم

شکر خدا کہ چوں حسن غزنوی نیم — یعنی نہ عاق والد و نے ننگ مادرم

یا دم زباں بریدہ چو آں ناخلف اگر — مدح مخالفان علی بر زباں برم

داند جہاں کہ او بدر و غش گواہ ساخت — در آنکہ گفت قرۃ عین پیمبرم

شائستہ ہست انہم ازاں ناخلف کہ گفت — شایستہ میوۂ دل زہرا و حیدرم

فرزند را کہ طبع پدر در نہاد نیست — پاکی ذیل مادر او نیست باورم

قاضی صاحب فرقۂ امامیہ کے اُن مجتہدین کرام اور مشاہیر متکلمین میں ہیں جن کا نام ہمیشہ جریدۂ روزگار پر ثبت رہیگا - اور یہ فرقہ اُنپر نازاں رہے گا - اُنکے قلم نے تیغ ید اللّٰہی کے جوہر دکھائے اُنھوں نے اپنے اجداد طاہرین کی سچّی پیروی اس دنیا میں کی یہانتک کہ شہادت کو بھی وراثتہً اپنے حصّہ میں لیا -

تحصیل علوم صاحب ریاض العلما لکھتے ہیں کہ قاضی صاحب نے مولانا عبد الوحید شوشتری سے شوشتر میں تکمیل علوم کی -

مصائب النواصب کا ایک قلمی قدیم نسخہ کتبخانۂ فردوسیہ میں ہے اُسکے شروع میں منجملہ اور فوائد کے یہ لکھا ہے ۹۷۹ھ میں قاضی صاحب بعزم زیارت و تحصیل وارد مشہد مقدسۂ رضویہ ہوئے اور محقق اوحد مولانا عبد الواحد رحمہ اللہ اور دیگر اساتذہ سے استفادہ حاصل کیا۔

ہندوستان میں ورود جناب سید نور اللہ ۹۹۵ھ میں وارد ہندوستان ہوئے سب سے پہلے حکیم ابو الفتح گیلانی سے ملاقات ہوئی اور انھیں کے یہاں مقیم ہوئے اُسوقت دربار اکبری کا

آفتاب بصف النہار پر تھا بڑے بڑے علما و فضلا کا مجمع تھا زمانہ علم دوست سلطان جوہر شناس علامہ سید کے علم و کمالات کو حکیم ابو الفتح گیلانی کی کوششوں نے چمکایا اور داخل علماء دربار ہوئے

معاصرین و مؤرخین کی رائے

معاصرین میں خاص و عام قاضی صاحب کے فضل و جلالت کے معترف تھے قاضی صاحب کے معاصرین میں ملا عبدالقادر متعصبین اہل سنت سے تھے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں جہاں عہد اکبر کے علما کا ذکر کیا ہے تحریر کرتے ہیں -

(۱) قاضی نوراللہ شوشتری اگرچہ شیعی مذہب است اما بسیار بصفت نصفت و عدالت و نیک نفسی و حیا و تقوی و عفاف و اوصاف اشراف موصوف ست و بعلم و حلم و جودت فہم و حدت طبع و صفای قریحہ و ذکا مشہور ست صاحب تصانیف لائقہ است توقیع بر تفسیر مہمل شیخ فیضی نوشتہ کہ از حیز تعریف و توصیف بیرون ست و طبع نظمی دارد و اشعار دلنشین می گوید۔ بوسیلہ حکیم ابوالفتح بملازمت شاہی پیوست در زمانیکہ موکب منصور بہ لاہور رسید و شیخ معین قاضی لاہور را در وقت ملازمت از ضعف پیری و فتور قوی سقطہ در دربار واقع شد رحم بر ضعف او آوردہ فرمودند کہ شیخ از کار ماندہ بنا بر آن قاضی نوراللہ باین عہدہ منصوب گردید الحق مفتیان ملجن و محتسبان بدنفس لاہور کہ بمعلم الملکوت سبق مید ہند خوش بضبط در آوردہ و راہ رشوت را بر ایشاں بستہ و در پوست پستہ گنجانیدہ چنانچہ فوق آن متصور نیست و میتوان گفت کہ قائل این بیت او را منظور داشتہ و گفتہ کہ ؎

تو ئی آنکس کہ نکردی بہمہ عمر قبول　　　　در قضا ہیچ زکس غیر شہادت از گواہ

(۲) عبارت تذکرہ ریاض الشعرا تالیف علی قلی خاں والہ۔

قاضی نوراللہ شوشتری از افاضل زماں و اعاظم دوراں بود طنطنہ داشت از قاف تا قاف

رسیدہ وصیت فضلش شرق وغرب را فرو گرفتہ تصانیف عالیہ اش درعالم مشہور و شرح جلالت شانش در السنہ جمہور مذکور ست در عہد اکبر بادشاہ ہندوستان قاضی القضاۃ بود آخر در سن ہفتاد سالگی در عہد جہانگیر ابن اکبر بادشاہ بسبب تصنیف کتاب مجالس المومنین بضرب درۂ خاردار بدرجہ شہادت رسید در فن شاعری کمال قدرت و مہارت داشت تخلص وے نوری بود۔

(۳) سید ابو محمد صاحب ڈپٹی کلکٹر برادر سید ناظم حسین صاحب رقمطراز ہیں کہ مجکو ایک قلمی کتاب ۱۱۹۶ھ کی لکھی ہوئی ملی اُس میں حسب ذیل عبارت جناب قاضی صاحب کے متعلق لکھی ہوئی تھی۔

مولانا نوراللہ شوشتری۔ در علوم بعدیل ونظیر بود۔ بعہد خلافت اکبر بادشاہ بہند رسیدہ جوہر ذاتی وصفاتی او بعرض خلیفۃ اللہ رسید قاضی القضاۃ شد۔ والہی نویسد کہ در زمان جہانگیر بادشاہ بسبب تصنیف مجالس المومنین بضرب آرہ خار دار عشر ہفتم شہید گشت مولانا نیز نوری تخلص می نمود از انوار او ست

عشق تو نہالے است کہ خواری ثمر او ست	من خارے ازاں بادیہ ام کایں شجر او ست
بر ماندہ عشق اگر روزہ کشائی	ہشدار کہ صد گونہ بلا ماحضر او ست
وہ کایں شب ہجر تو بر ما چہ دراز است	گوئی کہ مگر صبح قیامت سحر او ست،
فرہاد صفت ایں ہمہ جاں کندن نوری	در کوہ ملامت بہوائے کمر او ست

(۴) عبارت تاریخ نو الملقب بہ مختصر سیر ہندوستان مولفہ حکیم محمد وحید اللہ نوراللہ شوشتری از علمائے متکلمین شیعہ سید عالی نسب و الاحسب مولدش بلدہ شوشتر است

لہ سال ولادت وشہادت کے حساب سے ۷۲ سال کا سن ہوتا ہے ۱۲ حقیقت میں علامہ موصوف کی شاعری معرکہ آرا تھی مگر یہ فن اُنکے واسطے کوئی فخر کا باعث نہیں اکثر اشعار اُنکے نظرافروز ہوئے جن کا کیف دماغ میں ہے۔ مگر یہاں نظرانداز کئے جاتے ہیں ۲۸ ؁ ۱۰ جمادی الآخر ۱۲

درعہد ہمایوں و اکبر بادشاہ در ہندوستان تشریف آورد بعزت و ہتیاز تمام مرجع بین الانام است و در بلدۂ لاہور عہدۂ قضا بآن بزرگوار مفوض ماند و ازیں جہت بقاضی نوراللہ شوشتری ہم شہرت دارند و صاحب تصانیف لائقہ است از انجملہ کتاب احقاق الحق و مصائب النواصب و مجالس المومنین است آخرش در عہد جہانگیر بادشاہ در ۱۰۱۹ھ نہجیکہ در کتب تواریخ مسطور است ازیں جہاں فانی بعالم جاودانی ارتحال ساخت۔

(۵) صاحب تذکرہ نگارستان سخن کی رائے

نوری قاضی از نواح اصفہان در علم و فضائل فائق بر اقران بود از شاگردان میر فخر الدین سماک ست و ذہنش دقائق و نکات را دراک از وست۔

دور از و در سینہ دل با چشم روشن دشمن ست	ہر کہ با غم خلوتے دارد بروزن دشمن ست
حائل چوں توانم دید بر دوش کساں دستے	کہ بردلہا زند ناخن اگر در آستیں باشد
بنید چو کسے سوے تو گیرم سر راہش	تا ذوق تماشائے تو دزدم زنگاہش

(۶) کلمات الشعرا ملا محمد افضل سرخوش

قاضی نوری در عہد جہانگیری بر مسند سخنوری جلوہ گر بود از وست

چناں کز درد آید اہل ماتم را سیہ بختی	فغاں از بلبلاں خاست چمن من از چمن رفتم
بتاراج دل ما ہر زماں اے غم چہ می آئی	متاع خانۂ درویش را غارت نمی شاید

(۷) مولوی محمد حسین آزاد۔ دربار اکبری میں لکھتے ہیں۔

"۳۷ سنہ جلوس میں اکبر نے قاضی نوراللہ شستری کو محالات کشمیر کی جمع بندی کے لئے بھیجا۔ یہ باوجود کمال علم و فضل کے نہایت دقیقہ رس اور دیانت دار شخص تھے عاملان کشمیر کو ڈر ہوا کہ ہمارے پیچ کھل جائینگے۔ انھوں نے باہم مشورت کی بادشاہ بھی لاہور سے اسی طرف جانیوالے تھے۔ مرزا یوسف خان صوبہ دار کشمیر استقبال کو ادھر آیا۔ مرزا یادگار اس کا

رشتہ دار نائب ہا کشمیر تو نے سازش کرکے اُسے بغاوت پر آمادہ کر دیا۔ اور کہا کہ رستے دشوار ملک ٹھنڈا سامان جنگ بہت کچھ موجود ہے۔ کشمیر ایسی جگہ نہیں کہ ہندوستان کا لشکر آئے اور سر سواری اسے مارلے وہ بھی اُن کی باتوں میں آگیا اور خود سر ہو کر تاج شاہی سر پہ رکھا۔"

(۸) علامہ مفتی سید محمد عباس صاحب کتاب رواج القرآن میں سلسلہ شہدا کے تذکرہ میں یہ شعر فرماتے ہیں۔

ومولای نور اللہ قدس سرہ قتیل ذبیح فی ولائک یا علی

(۹) جناب فردوس مآب کی ایک عبارت

رئیس المتکلمین مولانا سید حامد حسین صاحب طاب ثراہ صاحب عبقات الانوار ۱۲۷۰ھ میں آگرہ تشریف لیگئے تھے وہاں پہونچکر ایک خط اپنے دوست مولوی علی حسن صاحب مرحوم کو لکھا ہے جسمیں قاضی صاحب کے مزار کا ذکر ذیل کی عبارت میں کیا ہے۔

وفزت فیہا بزیارۃ الضریح المطہر والرمس المنور والمزار الاقدس والقبر الانفس للعلامہ الشہید الولی الرشید الصفی السعید النعلامۃ المفید الفہامۃ المجید الہمام المجید القمقام السید منبع الاسرار ومعدن الانوار سنی المقامات وضح الکرامات الساعی فی تاثیل اصول الدین وفروعہ الموقد لقنادیل العلم وشموعہ المنافح الذاب	آگرہ میں زیارت ضریح مطہر و منور جناب قاضی نور اللہ نور اللہ مرقدہ و عظم شہدہ کی زیارت سے فائز ہوا یہ جناب علامہ شہید اور ولی رشید برگزیدہ و سعید بڑے عالم اور فائدہ بخشنے والے تھے نہایت عالی فہم اور عمدہ کلام کرنے والے تھے سردار بزرگ اور عالم متبحر درست کار تھے اسرار کا سرچشمہ تھے انوار کے معدن تھے ان کے مقامات بلند اور ان کے کرامات روشن تھے۔

عن حمی الشریعه والدائب لکادح
فی تحصیل المنازل الرفیعه المبطل
لشبهات الا بالسة المسدع المنحی
عن الحائرین مزال الضلال و
مداحسه الموضح طرق الهدایة
باحقاق الحق الحاطم لروس المجالحین
بالکسر والدق وجاعلهم اصغر من
البق المبدی لمصائب النواصب
ومعذبهم بالعذاب الواصب والمهم
الناصب ونازع شواهم بالسیف
القاضب ومبتلیهم بالحزن
الحازب الشهر صیت فضائله فی
الاصقاع المعشب بهواطل افاداته
کل صفصف قاع السید السند
والمتکلم المستند القاضی نورالله
نورالله مرقده وعظم مشهده
فاضاءت عیونی باجتلاء هذه
البقعه وسطع علی انوار الحق من
هذه اللمعة ولعمری لوراها
المبطل اصبح مؤمنا ولو ابصرها

اُنھوں نے اصول و فروع دین کے
مضبوط کرنے میں بڑی سعی کی علم کی
قندیلیں اور شمعیں روشن کیں شریعت
کے مکان محفوظ سے اعدا کو دُور رکھا
منازل بلند آخرت کے حاصل کرنے
میں. بڑی کوشش کی شُبہات
شیاطیں کو باطل کیا حیرت زدہ
لوگوں کو گمراہی کے مقامات لغزش سے
بچاتے رہے احقاق حق سے ہدایت
کی راہیں واضح کیں مکابرہ کرنیوالوں کے
سر توڑ دیئے اُن کو پشہ سے زیادہ حقیر
کردیا نواصب کے ظلم ظاہر کردیے
اُن کو عذاب پایندہ سے معذب کیا اُنکی
پوست شمشیر بُرّاں سے کھینچ لئے
اُن کو غم شدید میں مبتلا کیا اُنکے فضائل
کا آوازہ تمام اطراف میں پھیلا ہر
میدان انکے باران افادات سے سرسبز
ہوگیا یہ بڑے سندی سیّد اور متکلم
مستند تھے میری آنکھیں اُنکے مزار
کے دیکھنے سے روشن ہوگئیں اور مجھ پر

المدغل رجع مومنا يفوح منها
عبقات السعادة ويضوع منها نفحات
الشهادة يرق فيها قلب الانسان
وان كان من الصخور، وتتواضع
لجلالة فخارها كل مختار فخور و
يتضاءل لعظمة شانها كل
متغطرس ذی غرور، مع ان هذا
الرمس الطاهر الذی طيبه فائح
ليس عليه ما علی غيره من الضرائح
من زبرج العمارة وزخارفها و
طرف الدنيا ومطارفها بل انما هو
فی فقر غير معمور، ومحل غير مشهور،
مهمه لا يهتدی اليه الا طالب
كادح متحمل لتعب فادح حتی انه
ما كان غروا لو عفی اثره وانمحی خبره
لخمول الحق فی هذه القرية الظالم
اهلها الغالب عليها جهلها ولكن
ابی الله الا ان يتم نوره ويزداد
الحق وظهوره ومعاندو هذه
القرية لو سألهم غريب عن هذا

انوار حق اُسکی چمک سے نمایاں ہو گئے
میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ اگر ایسے مزار
کو باطل عقیدہ رکھنے والا دیکھے تو مومن
ہو جائے اور اگر دل میں دغل رکھنے والا
اُس کا مشاہدہ کرلے تو صاحب یقین ہو جائے
اس روضہ سے سعادت کی خوشبوئیں پھیلتی
ہیں اور شہادت کی معطر ہوائیں چلتی ہیں
انسان کا دل اگر پتھر کا بھی ہو تو وہاں نرم
ہو جائے اور ہر متکبر اُس کی عظمت کے سامنے
تواضع اختیار کرتا ہے باوصفیکہ یہ قبر پاک
جسکی خوشبو پھیلتی رہتی ہے ایسے حال میں ہے کہ اُسپر
تعمیر کی زینت اور آرائش کا سامان جیسے اور
قبور پر ہے مطلقاً نہیں ہے بلکہ وہ ایسے مقام
غیر آباد بلکہ جنگل میں ہے کہ سوائے کوشش بلیغ
سے تلاش کرنیوالے کے جو بڑا تعب اُٹھالے اور کوئی
اُس تک نہیں پہونچسکتا یہانتک کہ عجب نہیں ہے
گر اُسکا نشان بھی مٹ جائے اور کچھ خبر اُسکی معلوم
نہو اسلئے کہ حق اس شہر میں نہایت پوشیدہ اور اس
شہر کے ظالم لوگوں پر جہل غالب ہے لیکن خدا تو اپنے نور
کو پورا ہی کرکے رہیگا اور حق کا ظہور ضرور زیادہ ہوگا اور اس

عن ھذا الرمس الشریف لایھدون شہر کے اہل عناد سے اگر کوئی غریب اس قبر شریف کا پتہ
اماجھلا و اماعنادا وھم خابرون پوچھتا ہی تو اسکو نہیں بتاتے یا تو جہل کی وجہ سے یا دشمنی
یریدون ان یطفؤا نوراللہ بافواھھم کے سبب باوصف علم کے انکا قصد یہ ہی کہ نور خدا کو
ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو خاموش کردیں اپنے منھ سے مگر خدا ضرور اپنے نور کو تمام
کرہ الکافرون ہ کریگا اگرچہ کافروں کو برا معلوم ہو۔

عہدۂ قاضی القضاۃ کی تفویض

اکبر نے لاہور پہونچتے ہی وہاں کے قاضی (معین الدین) کو علحدہ کرکے جناب سید کو اُس صوبہ کا قاضی القضاۃ مقرر کردیا۔ اس منصب کو جس حیثیت سے قاضی صاحب نے انجام دیا ہے تاریخ کے صفحے اور اسلام کے محکم قانون قیامت تک اُسکے گواہ رہینگے۔ مورخ بدایونی نے جن الفاظ بلیغہ سے اس باب میں جناب قاضی صاحب کی مدح کی ہے وہ بھی ناظرین ملاحظہ کرچکے ہیں۔

اکبر کا دور ختم ہوگیا۔ جوہر شناسی کا چراغ بجھ گیا۔ جہانگیر نے تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی علی قلیخاں شیرافگن کو قتل کراکے نورجہاں کو اپنے عقد میں لیا اور مظالم کا فتح باب ہوا۔ دربار متعصبین مذہب سے گرم ہوا۔ چنانچہ مولوی محمد حسین آزاد لکھتے ہیں۔

" مخدوم الملک ملا عبداللہ انصاری جو علمائے عہد اکبر میں تھے سلیم شاہ کے عہد میں انھوں نے بہت ترقی کی اور انتہا درجہ کا زور پیدا کیا ملک میں ایسی روح پھونکی جسکا غلغلہ نفخ صور تک خاموش نہوگا۔ ایک مرتبہ یہ فتویٰ دیدیا کہ ان دنوں حج کو جانا فرض نہیں بلکہ گناہ ہے۔ بادشاہ نے سبب پوچھا بیان کیا کہ خشکی سے جائیں تو رافضیوں کے ملک سے گذرنا پڑتا ہے تری کی راہ سے جائیں تو فرنگیوں سے معاملہ پڑتا ہے وہ بھی ذلت ہے جہاز کے عہدنامے پر حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کی تصویریں کھینچی ہوئی ہیں اور یہ بُت پرستی ہے پس دونوں طرح ناجائز ہے۔"

اسیطرح بہت سے واقعات آزاد مرحوم نے لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعصب کا خون

انکی رگ رگ میں کھول رہا تھا بہت سے بنگناہوں کو قتل کرا دیا دیکھو آزاد کی یہ عبارت۔
تقریب بادشاہی اور دربار کی رسائی سے مخالفان مذہب کی سزا وایذا کے لئے جو اختیارات
اور موقع مخدوم صاحب نے پائے وہ کسی کو کب نصیب ہوئے ہیں مخدوم صاحب نے
شیعوں کو قتل قید اور خاک ناکامی سے ہمیشہ دبائے رکھا۔ شیخ صاحب کی
صواعق محرقہ بھی بجلی کی طرح دُور دُور سے چمک کر سُنّی بھائیوں کی آنکھوں کو روشنی دکھاتی
ہے مگر شیعہ بھائی بھی رد وقدح کے لئے سنگ چقماق لئے تیار رہیں چنانچہ قاضی نوراللہ
نے نسخہ صوارم مہرقہ اس کا جواب لکھا۔

سبب قتل

بعض معتبر تذکروں میں قاضی صاحب کا سبب قتل یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ہمیشہ
مخالفین میں صلح و مدارا کی زندگانی بسر کی اور اپنے جذبات کو ہمیشہ محفوظ رکھا
قاضی صاحب چونکہ اہل سنت کے چاروں مذہبوں کے نہایت زبردست فقیہ تھے اسلیے اکبر بادشاہ
اور دوسرے لوگ ہمیشہ ان کو ایک منصف مزاج محقق سمجھے۔ اکبر نے جب قاضی صاحب کے تبحر
کی انتہائی حالت دیکھی تو لاہور کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ قاضی صاحب نے اس عہدہ کو اس
شرط پر منظور کیا کہ میں کسی ایک مذہب کے موافق قضایا میں فتویٰ نہ دونگا بلکہ مذاہب اربعہ
(شافعیہ۔ حنفیہ۔ حنبلیہ۔ مالکیہ) میں سے جس مذہب کے موافق میرا اجتہاد مقتضی ہوگا فتویٰ دونگا
چونکہ میں کافی قوت نظر واستدلال رکھتا ہوں اسلیے تمام مسائل میں کسی خاص مذہب کا پابند نہیں
ہو سکتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس چاردیواری سے باہر نہیں ہونگا بادشاہ نے اس شرط کو قبول
کرلیا۔ قاضی صاحب نے مسائل قضایا واحکام میں ہمیشہ مذہب امامیہ کے موافق فتویٰ دیا اگر
کبھی کسی نے اعتراض کیا تو انھوں نے ثابت کر دیا کہ یہ فتویٰ مذاہب اربعہ کے فلاں مذہب کے
مطابق ہے جانچنے والے جانچ لیتے تھے کہ انکے فتاوے میں ان چار عنصروں میں سے کسی ایک
عنصر کی شرکت ضرور ہوتی تھی۔ ایک مدت تک اسیطرح بسر کی اور احکام امامیہ کا نفاذ کرتے رہے

مخفی طور سے تصانیف کلامیہ میں بھی مشغول رہے۔ اکبر کی زندگی تک یہ راز سربستہ رہا جہانگیر
کے عہد میں اکثر علمائے مخالفین نے جو مقرب تھے بادشاہ سے کہا کہ قاضی صاحب کا مذہب شیعہ ہی
اسیوجہ سے وہ اپنے فتوی میں بھی کسی ایک مذہب کے پابند نہیں رہا جہانگیر نے اسطرف توجہ نہ کی کیونکہ
یہ شرط پہلے ہی منظور ہو چکی تھی۔ کوشش کرنیوالے اُسوقت تو ناکام رہے مگر انکو فکر ہو گئی کہ ہم
قاضی صاحب کا شیعہ تبرائی ہونا ثابت کردیں چنانچہ ایک شخص کو قاضی صاحب کے پاس سکھا
پڑھا کر بھیجا اُسنے آکر قاضی صاحب سے پڑھنا شروع کیا اور اپنے تئیں شیعہ ظاہر کیا ایک مدّت
تک وہ اسی طرح قاضی صاحب کے حلقہ تلامذہ میں شامل رہا رفتہ رفتہ اتنا اعتبار پیدا کیا کہ
انکی مخفی تصنیف کتاب مجالس المومنین پر مطلع ہوا نہایت کوشش سے وہ کتاب قاضی صاحب سے
دیکھنے کیواسطے لی اور مکان پر لیجا کر اسکی ایک نقل اُن علما کو دیدی وہ اُس کتاب کو اثبات
مطلوب کا ایک دفتر سمجھ کر جہانگیر کی خدمت میں لے گئے اور کہا کہ اس رافضی نے ایسی کتاب
لکھی ہے سزاوار ہے کہ اسپر حد جاری کی جائے بادشاہ نے کہا کیا سزا دینا چاہئے۔ سب نے
رائے دی دُرہ خاردار لگانا چاہئے جہانگیر نے کہا اچھا تمکو اختیار ہے ان لوگوں نے موقع پاکر
بہت جلد اس کام کو انجام دیا یہاں تک کہ یہ سید مظلوم انھیں کے فتووں کے اسناد لے کر
بہشت بریں میں پہونچے۔ کئی روز تک لاش بے غسل وکفن رہی۔

اور جناب شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ نے کتاب امل الامل میں تحریر فرمایا ہے کان معاصرًا
لشیخنا البھائی وقتل بسبب تالیف احقاق الحق اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ
وجہ شہادت تالیف کتاب احقاق الحق ہے ممکن ہے کہ شخص مذکور بجائے مجالس المومنین
احقاق الحق پر مطلع ہوا ہو اور اُسکو ظاہر کرکے اپنی مکاری میں کامیاب ہوا ہو

بنا کردند خوش رسمی بخون و خاک غلطیدن ۔۔۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

یہ واقعۂ قتل ۱۰ ربجمادی الآخر روز جمعہ ۱۰۱۹ ہجری میں واقع ہوا جناب قاضی صاحب نے

ترسٹھ سال دنیا میں زندگانی کی۔

تاریخ وفات

میر نور اللہ عالی انتساب — زیں زمانہ بادل آگہ شدہ

سال رحلتش مظہر الحق زد رقم — عدن جائے میر نور اللہ شدہ[1]
۱۰۱۹ھ

قاضی صاحب کا دفن اور ایک ایرانی کا خواب ایک ایرانی سردار جو اُس زمانہ میں ریاست گوالیار میں ملازم تھا اُسنے خواب میں پیغمبر اسلام کی بیٹی فاطمہ زہرا کو دیکھا کہ وہ حکم دیتی ہیں کہ اس لاش کو تو دفن کردے یہ ایرانی خواب دیکھکر بیدار ہوا اور فوراً آگرہ پہونچکر جہانگیر سے اس لاش کی تجہیز و تکفین کی اجازت حاصل کی اور دفن کیا۔

مزار اقدس فرقۂ امامیہ میں مشاہد مقدسہ کے بعد یہ مزار بھی ایک ایسا متبرک مقام ہی جہاں شب و روز واردین مجالس عزا برپا کرتے رہتے ہیں اور استجابت دعا کا وسیلہ جانتے ہیں۔ جہانگیر کے ظلم کی یادگار یہ مزار آگرہ میں عدالت دیوانی کے قریب واقع ہے چنگی کی چوکی سے چند قدم طے کرنے پر زائر اس روضے کے دروازے تک پہونچتا ہے ۱۱۸۸ھ میں انتقال کے ۱۶۹ سال کے بعد اس روضہ کی تعمیر محمد منصور[2] موسوی نیشاپوری نے کرائی۔

---

[1] اس قطعہ کے مصرعۂ ثانی میں ۱۰ حرف ہیں جس سے ماہ کی ۱۰ تاریخ نکلتی ہی مصرعۂ ثالث کے پہلے دو لفظ "سال رحلتش" میں سات حرف ہیں جس سے ہفتہ کا روز ہفتم یعنے جمعہ مراد لیا ہی۔ درمیان میں مصنف کا نام ہی "زد رقم" میں پانچ حرف ہیں جس سے سال کا پانچواں مہینہ یعنی جمادی الآخر مقصود ہی مصرعۂ چہارم سے ۱۰۱۹ھ نکلتے ہیں ۱۲ (عزیز)

[2] محمد منصور از سادات موسوی نیشاپوری اند و سلسلۂ نسب میر محمد منصور بہ قاضی شمس الدین موسوی میرسد واضح باد کہ میر محمد منصور در عہد شاہ عالم بادشاہ از ولایت خراسان متقام نیشاپور در ہندوستان آمدہ بودند بعد ورود ہندوستان اول بحضور نواب شجاع الدولہ بہادر ابن نواب صفدر جنگ بعزت و امتیاز بودہ و بعد چندی برفاقت نواب مرزا نجف خاں رسیدہ بعنایات نواب نجف خاں بصوبہ اکبرآباد ممتاز شدند و در حین صوبہ داری اکبرآباد از میر منصور بسیار کار عمدہ عمدہ بہ ظہور رسیدہ ازانجملہ مقبرۂ سید نور اللہ شستری بعمارت نفیس و متین و باغ بسیار عمدہ و سرسبز و رنگین تعمیر و تعریض نمود آخرش مصداق کل من علیہا فان سید محمد منصور بمقام جےپور در سنہ ۱۲۲۳ھ ازیں جہان فانی بعالم جاودانی انتقال کردند تاریخ وفات بریں عدد معدود است
ع صد نا بعد ائمہ و ذکر عشر بر آید (تاریخ نو ملقب بمختصر سیر ہندوستان)

یہ مزار اقدس دس دروں سے محصور ہے جسکو ۱۳۲۶ھ میں سید علی نقی صاحب ڈپٹی کلکٹر نے بشرکت مومنین تعمیر کرایا اور ۱۹۰۳ء میں بکوشش سید کفایت حسین صاحب تحصیلدار۔ و خان بہادر سید ابو الحسن صاحب تحصیلدار و سید ناظم صاحب وکیل و دیگر مومنین لوہے کے دروازے لگائے گئے۔

۱۳۳۱ھ میں ایک انجمن معین الزائرین کے نام سے قائم ہوئی جسکے سکرٹری جناب مولوی سید حسن عباس صاحب موسوی منتخب ہوئے اور جملہ انتظامات مزار مقدس انکے سپرد ہوئے موصوف نے نہایت کوشش وانہماک سے ان خدمات کو انجام دیا۔

۱۳۳۲ہجری میں ایک انجمن نظام التعمیر کے نام سے قائم ہوئی جسکے سکرٹری نواب محمد سجاد علی صاحب رئیس شیش محل منتخب ہوئے۔ اس انجمن کے اہتمام سے ایک زنانہ مسافر خانہ اور چار مردانے مکان تعمیر ہوئے جسمیں ہر پنجشنبہ کو مجلس بھی ہوتی ہے۔

میر ناظم حسین صاحب وکیل متولی مزار کی کوشش سے سالانہ جلسے مزار پر مقرر ہوئے جسکا پہلا جلسہ ۱۳۳۲ھ میں منعقد ہوا اور برابر ہر سال جلسے ہوا کرتے ہیں جسمیں جناب مولوی سید حسن عباس صاحب خاص کوشش کیا کرتے ہیں۔

تاریخ وفات جو لوح قبر پر کندہ ہے مرقد منور سید نور اللہ شوشتری الحسینی

ظالمے اطفائے نور اللہ کرد — قرۃ العین نبی را سر برید
سال قتل حضرتش ضامن علی — گفت۔ نور اللہ سید شد شہید
۱۰۱۹ھ

در عہد جہانگیر بادشاہ بسعادت شہادت فائز شدند
۱۰۱۹ھ

عبارت نثر جو سنگ سرخ پر کندہ ہوا اور قریب منبر نصب ہے

مرقد منور مضجع مطہر سید سند عالیمقدار شہید والا تبار۔ بہار ریاض امامت سحاب گلشن سیادت۔ برق

گشت زار اہل ضلالت۔ پیشوائے فرقۂ ناجیہ باسعادت یادگار شہسوار یثرب و بطحا چشم و چراغ شہید کربلا آفتاب آسمان ہدایت و رہبری۔ ابو الفضائل سید نور اللہ الشستری نور اللہ مضجعہ کہ در ۱۰۱۹ھ بدرجۂ شہادت فائز گشتہ و مرمت مرقد مطہر در ۱۱۸۸ھ بشہود پیوستہ۔

فہرست مصنفات جناب قاضی نور اللہ نور اللہ مرقدہ

تعداد مصنّفات (۱۰۹)

تفسیر

(۱) حاشیہ تفسیر بیضاوی بزبان عربی (۲) حاشیہ دیگر بر بیضاوی بزبان عربی (۳) رسالہ انس التوحید فی تفسیر آیۃ العدل والتوحید بزبان عربی (۴) رسالہ در تفسیر آیۃ انما المشرکون نجس بزبان عربی (۵) رسالہ در تفسیر آیہ رؤیا بزبان عربی (۶) رسالہ در تفسیر آیہ فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام ۱۰۰۵ھ میں تصنیف ہوا

حدیث و شرح حدیث

(۱) رسالہ ادعیہ (۲) شرح دعائے صباح منقول از حضرت امیر المومنینؑ بزبان فارسی سنہ ۹۹۰ ہجری میں یہ شرح لکھی گئی (۳) شرح مشکوۃ المصابیح (۴) النظر السلیم شرح مقدمۃ المصابیح و المصابیح فی علم الحدیث لمحیی السنہ البغوی و ہو من علماء اہل السنۃ۔

(۵) رسالہ در فضیلت عید شجاع

علم الکلام

(۱) احقاق الحق۔ اس کتاب کے متعلق صاحب کشف الحجب تحریر فرماتے ہیں نقض فیہ ابطال الباطل الذی الفہ ابن روزبہان نزاعمانہ جواب نہج الحق و کشف الصدق لآیۃ اللہ فی العلمین العلامۃ حلی یہ کتاب زبان عربی میں ہر ۱۰۱۴ھ میں شہر آگرہ میں تصنیف کی

اور یہی کتاب باعث قتل ہوئی۔ (۲) مصائب النواصب۔ اسکے متعلق صاحب کشف الحجب تحریر فرماتے ہیں۔ "نقض فی ہذا الکتاب کتاب نوافض الروافض نقضاً جیداً ورتبہ علے مقدمات جیاد وجیود شداد او لہ نحمدک یا من جعلنا من الفرقۃ الناجیۃ الامامیہ الاثنا عشریہ وقفنا لرفض سنین سنّہا بغاۃ الامویہ الخ بزبان عربی (۳) صوارم المہرقہ فی دفع الصواعق المحرقہ بزبان عربی (۴) شرح اثبات واجب جدید بزبان عربی (۵) شرح اثبات واجب قدیم بزبان عربی (۶) حاشیہ بر بحث عذاب قبر از شرح عقائد بزبان عربی (۷) کشف العوار۔ اس رسالہ میں آیۂ غار کی بحث ہے بزبان عربی (۸) رسالہ الذکر الابقی بزبان عربی (۹) حاشیہ بر رسالہ اجوبہ فاخرہ بزبان عربی (۱۰) رسالہ در حقیقت عصمت بزبان عربی (۱۱) رسالہ فی جواب شہاب الشیطان بزبان عربی (۱۲) رسالہ انموذج ہمہ الجلالیہ بزبان عربی (۱۳) حاشیہ بر مبحث امامت شرح تجرید بزبان عربی (۱۴) حاشیہ بر مبحث معاد شرح تجرید بزبان عربی (۱۵) شرح مبحث حدوث عالم از انموذج دوانی بزبان عربی (۱۶) رسالہ در رد تصحیح ایمان فرعون بزبان عربی (۱۷) رسالہ فی رد ما کتب بعضہم فی نفی عصمت الانبیاء بزبان عربی (۱۸) رسالہ در جواب سوالات میر یوسف علی حسینی اخباری بزبان عربی (۱۹) رسالہ النور الانوار والنور الازہر فی تنویر خفایا رسالہ القضا والقدر بزبان عربی۔ صاحب ریاض العلما لکھتے ہیں کہ میں نے اِس کتاب کو ہرات میں دیکھا تھا (۲۰) رسالہ دافعۃ الشقاق کشف الحجب میں اس کتاب کا نام دافعۃ النفاق ہے (۲۱) نہایۃ الاقدام (۲۲) رسالہ در رد مقدمات ترجمہ صواعق محرقہ (۲۳) رسالہ فی رد رسالۃ الکاشی (۲۴) رسالہ فی رد شبہہ فی تحقیق العلم الالٰہی (۲۵) رسالہ فی آیۃ التطہیر نقض فیہا کلام فخر الدین رازی المتعلق بہذہ الآیہ (۲۶) رسالہ فی بیان وجوب اللطف المسماہ بالطرائف (۲۷) حاشیہ شرح مواقف۔

فقہ و اصول فقہ

(۱) تذہیب الاکمام فی شرح تہذیب الاحکام۔ اس کتاب کی نسبت کشف الحجب میں مذکور ہے وہو شرح حامل المتن حسن جید ذکر فی مقدمہ ماہیۃ علم الحدیث و صولہ و بیان الحاجۃ الیہما و بعض مسائل علم اصول الحدیث و مصطلحاتہم و غیر ذلک مما تعین لناظر الکتاب و ظفرت انا علی نسخہ کانت بخط رحمہ اللہ تعالے و قد وقفہا و لدہ محمد علی فی سنۃ ثلث و خمسین والف اولہ ابتداء الحدیث بحمد القدیم سنتہ قدمیہ التحدث بنعمہ طریقہ حسنہ قومیہ الخ یہ کتاب شوشتر میں تصنیف ہوئی بزبان عربی اور آٹھ جلدوں میں ہے۔

(۲) حاشیہ شرح تہذیب الاصول بزبان عربی (۳) حاشیہ بر قواعد علامہ حلی بزبان عربی (۴) حاشیہ بر مختلف الشیعہ بزبان عربی (۵) رسالہ لمعہ فی صلوۃ الجمعۃ بزبان عربی (۶) حاشیہ بر شرح مختصر الاصول بزبان عربی (۷) رسالہ در نجاست خمر بزبان عربی (۸) رسالہ فی رکنیۃ السجدتین بزبان عربی (۹) رسالہ فی غسل الجمعہ بزبان عربی (۱۰) رسالہ مسئلہ لبس الحریر بزبان عربی (۱۱) منتخب کتاب المحلی لابن حزم الاندلسی بزبان عربی (۱۲) رسالہ در نجاست آب قلیل بزبان عربی (۱۳) رسالہ فی مسئلۃ الکفارہ (۱۴) تعلیقات شرح مختصر الاصول للقاضی یحیی الشافعی بسط فیہ الکلام علی ابطال القیاس (۱۵) رسالہ در اثبات مسح رجلین صاحب ریاض العلما لکھتے ہیں کہ میں نے اس رسالہ کو ملک مازندران کے شہر اشرف میں دیکھا تھا (۱۶) رسالہ فی تقدیر الماء الذی حکم علیہ الشارع بالتطہیر صنفہا فی لاہور (۱۷) حاشیہ شرح الوقایہ فی فقہ الحنفیہ (۱۸) رسالہ فی رد ما الفہ تلمیذ ابن الہمام فی بیان اقتداء الحنفیہ بالشافعیہ۔

منطق

(۱) حاشیہ بر شرح شمسیہ قطبی بزبان عربی (۲) شرح بدیع المیزان بزبان عربی

(۳) حاشیہ بر حاشیہ تہذیب ملّا جلال بزبان عربی۔

فلسفہ

(۱) حاشیہ بر شرح ہدایہ بزبان عربی (۲) حاشیہ بر حاشیہ قدیمہ شرح تجرید بزبان عربی (۳) حاشیہ برالہیات شرح تجرید عربی (۴) حاشیہ در رد چلپی بر شرح تجرید اصفہانی عربی (۵) شرح حاشیہ تشکیک از حواشی حاشیہ قدیمہ عربی (۶) رسالہ در بیان انواع کم عربی (۷) رسالہ فی ان الوجود لا مثل لہ عربی (۸) حاشیہ بر مبحث اعراض شرح تجرید (۹) حاشیہ بر مبحث جواہر شرح تجرید عربی (۱۰) شرح مبحث جواہر از حاشیہ قدیمہ عربی (۱۱) حاشیہ کتاب میبذی عربی۔

ریاضی

(۱) حاشیہ بر شرح چغمینی عربی (۲) حاشیہ بر تحریر اقلیدس عربی (۳) رسالہ صد باب اسطرلاب صاحب ریاض لکھتے ہیں کہ میں نے یہ رسالہ شہر فراہ میں دیکھا تھا۔

تاریخ و رجال

(۱) مجالس المومنین۔ اس کتاب کے متعلق صاحب کشف الحجب تحریر فرماتے ہیں رتبہ علی اثنی عشر مجالس فی ذکر الاماکن والموطن التی لما اختصاص بالائمہ الطاہرین و الطوائف و الاصحاب والتابعین والمتکلمین والمفسرین والمحدثین والمجتہدین والسادات والقرا و النحاۃ والحکما والملوک والامراد الوزرا والشعرا من العرب و العجم و قد یظن من لا بصیرۃ انہ اونمل العامہ و الصوفیہ فی ہذا الکتاب زاعما انہم کانو من اہل الحق مع انہ باطل لانہ رحمہ اللہ تعالیٰ قد صرح فی مقدمہ ہذا الکتاب وعند ذکر علاء الدولۃ السمنانی ان غرضہ فی ہذا الکتاب ذکر من کان یعتقد ان مولانا علی کان خلیفۃ بعد الرسول بلا فصل وہم الذی یسمیہم مطلق الامامیہ لا الامامیۃ الاثنی عشریۃ الناجیۃ اولہ نفحات دلکشائے حمد و رشحات جانفزائے الخ بزبان فارسی تصنیف سنہ ۹۹۰ھ (۲) رسالہ اثبات تشیع سید محمد نوربخش (۳) حاشیہ خلاصۃ الاقوال (۴) رسالہ

در ذکر اسمائے رواۃ مخالفین کہ وضاع حدیث بودند۔

علم المعانی والبیان

(۱) حاشیہ بر مختصر المعانی عربی (۲) حاشیہ بر مطول عربی (۳) حاشیہ بر حاشیہ ختائی بر شرح مختصر معانی عربی۔

ادب

(۱) دیوان قصائد فارسی (۲) شرح خطبہ حاشیہ القزوینی علی العضدی (۳) حاشیہ خطبہ شرح مواقف (۴) شرح رباعی شیخ ابوسعید ابن ابی الخیر فارسی (۵) دیوان اشعار فارسیہ (۶) کتاب منشآت (۷) شرح خطبہ حاشیہ علی مختصر ابن الحاجب التی کتبہا شکر اللہ المخاطب بافضل

صرف

(۱) رسالہ فی تعریف الماضی ومتعلقاتہا۔

نحو

(۱) حاشیہ بر شرح جامی (۲) رسالہ بحث تحذیر۔

علوم مختلفہ

(۱) نور العین عربی (۲) رسالہ رفع القدر عربی (۳) حل العقال عربی (۴) رسالہ بحر الغدیر عربی۔ (۵) رسالہ عدۃ الابرار عربی (۶) رسالہ تحفۃ العقول (۷) رسالہ موائد الانعام (۸) رسالہ عشرہ کاملہ خانخانیہ صنفہا لخانخاناں بن خانخاں وہو عبدالرحیم خان خانخاں بن بیرم خاں سلطان الدین ذکر فیہا عشرۃ مسائل من العلوم المختلفہ والفہا سنۃ خمس وتسعین وتسعمائۃ اولہا الحمد لمبدی المبادی والصلوۃ علی نبیہ المؤید باقوی ارجح الدلائل علی الاعادی الخ (۹) رسالہ سبعہ سیارہ (۱۰) رسالہ جلالیہ (۱۱) رسالہ لطیفہ (۱۲) جواب اسولہ سید حسن (۱۳) رسالہ السحاب المطیر (۱۴) رسالہ گوہر شاہوار فارسی (۱۵) رسالہ خیرات حساں (۱۶) حاشیہ بر رسالہ

تحقیق کلام بدخشی (۱۷) رسالہ گل وسنبل فارسی (۱۸) کشکول ۔ صاحب ریاض العلما لکھتے ہیں کہ یہ نسخہ مشہد مقدس میں دیکھا تھا جو بخط مصنف تھا۔

اولاد — کسی تذکرہ یا تاریخ میں قاضی صاحب کی اولاد کا ذکر نہیں مگر بعض کتابوں سے تین صاحبزادوں کا نام ملتا ہے ملا محمد علی علاء الملک ۔ سید ابوالمعانی ۔ یہ تینوں بزرگ ارباب تصنیف سے ہیں ۔

(۱) سید محمد علی پسر قاضی نوراللہ انکے ہاتھ کی لکھی ہوئی دو کتابیں میری نظر سے گزریں ۔ (۱) شرح مشکوۃ المصابیح (۲) شرح تہذیب الاحکام دو کتابوں پر سید صاحب موصوف کے نہایت مفید حواشی تحریر ہیں جن سے اُنکی استعداد علمی اور فضیلت کا اندازہ ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ قاضی صاحب کی اولاد میں یہ نہایت ممتاز مرتبہ رکھتے تھے ۔ شرح تہذیب الاحکام کے سرورق پر ایک وقف نامہ اُنکے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جس سے اُن کی اولاد کا بھی پتہ ملتا ہے وقف نامہ کی عبارت حسب ذیل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الواقف علی نیات الضمائر و متولی السرائر والصلوۃ علی النبی الاخیار و آلہ و اولادہ الاطہار و بعد فانی قد وقفت ہذا الکتاب المستطاب علی اولادی الذکور طلباً لمرضات من بیدہ ازمۃ الامور وجعلت تولیتہ لنفسی ثم لارشد الاولاد رزقہم اللہ تعالی وفور العلم وجادۃ الحق والسداد فمن بدلہ بعد ما سمعہ فعلیہ اللعنۃ والعذاب لم یرزقہ اللہ تعالی شفاعۃ النبی وآلہ یوم الحساب وبذلک الوقف التوفیق قد وقع رفیق فی یوم الاحد التاسع من شہر الرمضان فی سنۃ ثلث وخمسین والف من الہجرۃ النبی الکریم المتعال علیہ وآلہ صلوات الملک الذی الجلال وانا الواقف العبد المعیوب الذی یردہ المشتری محمد علی بن نوراللہ المرعشی الاملی التستری نور اللہ بالہ وحقق مالہ۔

بعض محققین کا خیال ہے کہ انکی تصنیف سے بوارق خاطفہ بھی ہے چنانچہ صاحب کشف الحجب لکھتے ہیں
بوارق خاطفہ جواب لصواعق ابن حجر المکی الہیثمی لم اقف علی اسم مصنفہ لعلہ لبعض تلامذہ قاضی
نوراللہ الشوشتری او لولدہ محمد علی قد الزم فیہ ان لایتمسک فی الابطالہ بغیر ذالک الکتاب۔

(۲) علاء الملک پسر قاضی نوراللہ بھی ارباب تصنیف سے تھے اور الفردوس ایک تاریخ انکی تصنیف
سے ہے جسکی نسبت صاحب کشف الحجب لکھتے ہیں ۔" الفردوس للفاضل الکامل علاء الملک
بن قاضی نوراللہ الشوشتری المرعشی الحسینی ذکر فیہ احوال فضلاء الشوشتر"

(۳) سید ابو المعالی انکے نسبت جناب والد ماجد کتاب نجوم السماء میں تحریر فرماتے ہیں۔
" خلف ارشد جناب شہید ثالث قاضی نوراللہ شوشتری بود صاحب امل آمل آنجناب را بفاضل عالم
وحکیم ومتکلم ماہر ستودہ وگفتہ کہ ابوالمعالی موصوف صاحب تصانیف وتوالیفست و دیدام من خطاو را کہ
تاریخ کتابتش سنہ ست وعشرین بعد الالف بود انتہی کلامہ از بعض اعلام مسموع گردیدہ کہ از تصانیف
سید المعالی مذکور رسالہ ایست در احوال شہادت پدر خود قاضی نوراللہ نوراللہ مرقدہ"

تلامذہ | قاضی صاحب کے شاگردوں کی فہرست بھی کہیں نہیں دیکھی صرف کشف الحجب میں انکے بعض
تلامذہ کے تصنیفات دیکھے جن کا ذکر یہاں مناسب ہے۔

(۱) رد جواب الجواب لمراسلہ علماء ما وراء النہر لبعض تلامذہ مولانا نوراللہ الشوشتری والمراسلۃ قد کتبہا
علماء وراء النہر الی علماء المشہد المقدس فاجابوہ بدلائل ساطعۃ و براہین قاطعۃ فعلق علیہا مترجم الصواعق
ملا کاسہ گر شبہاتہ علیہا فنقضہ بعض تلامذۃ القاضی رحمہ اللہ اولہ الحمد للہ الذی ہدانا الی سنۃ النبی وآلہ
الذین ہم خیر البریۃ الجماعۃ وجماعۃ سنۃ اہل السنۃ والجماعۃ المتسمین باکمل توفیق واجمل لطف وضاعۃ الخ

(۲) جواب نواقض الروافض لبعض تلامذہ القاضی نوراللہ الشوشتری اسمہ الشہب الثاقبۃ والنواقض
بالفاء للسید محمد البرزنجی المدنی لخصہ من کتاب النواقض علی الروافض لمعین الدین اشرف الشہیر
بمرزا مخدوم حفید السید الشریف الجرجانی وزاد علیہ ترہاتہ وخزعبلاتہ۔

ذخیرۂ مصنفات جناب سترسٹھ سال دنیا میں زندہ رہے مگر انکی زندگی کی ہر ساعت عرفا و سالکین کیلئے بہشت
عرفاں ہے انکی تصنیفات کے مشاہدے سے ثابت ہوتا ہے کہ انکی زندگی کا اصلی منشاء دین اسلام کی بناؤں کا مستحکم کرنا تھا
وہ عالم غربت میں جو شخص مخالفین میں اسطرح گھرا ہوا ہو اس سے اسقدر تصنیفات کا ظاہر ہونا نہایت دشوار
تھا مگر وہ اپنی زندگی کے راز سربستہ کو خوب سمجھے ہوئے تھے اسی لئے اپنے فرائض پر نہایت آزادی سے
انکا قلم چلتا تھا سر کٹ جائے جان چلی جائے مگر ان کو اپنے کام سے کام تھا ہستی ناپایدار کی زندگی کو وہ
زندگی نہیں سمجھتے تھے وہ کچھ ایسے کام کر گئے جس سے ہمیشہ زندہ رہیں اور اپنے بعد بھی ایکدوسرے پیکر
میں دنیا کو ہدایت کریں اسمیں شک نہیں کہ انکے مصنفات دنیا میں وہی کام کرتے ہیں جو ائمہ اسلام
کا فرض تھا۔ تاریخوں سے معلوم ہوا کہ ۱۰۹ کتابیں تصنیفات سے ہیں ممکن ہے کہ اور بھی کچھ کتابیں ہوں
ان کتابوں میں سوائے احقاق الحق اور مجالس المومنین کے اور کوئی کتاب مطبوع نہیں ہوئی طبع ہونیکا
کیا ذکر ہے کل کتابیں کسی بڑے کتبخانہ میں بھی نہیں ہیں لیکن کتبخانۂ فردوسیہ کو یہ امتیاز خاص حاصل ہے کہ
سب کتبخانوں سے زیادہ اسمیں تصنیفات جناب شہید ثالث کا ذخیرہ موجود ہے۔ اگر قوم کے ارباب ہمت
اسکی اشاعت کیطرف توجہ کریں تو دوسرے لوگ بھی اُن تصنیفات سے مستفید ہو سکتے ہیں۔
جناب قاضی رحمہ اللہ نے اپنی محنت و مصیبت کو بالاختصار احقاق الحق کے خاتمہ میں ذکر کیا ہے
جسکی اصل عبارت مع ترجمہ حسب ذیل ہے۔

هذا آخر ما قصدته من ايضاح مقاصد الكتاب۔ یہ آخر ہے میرے مقصود کا جو ایضاح مقاصد کتاب مستطاب
المستطاب في انجاح سئول الاحبة والاصحاب۔ نہج الحق علامہ حلی سے متعلق ہے میں نے اس امر سے اپنے احباب و اصحاب
من الرد على رؤساء .... خصوصاً کا سوال پورا کیا اور بڑے بڑے مخالفوں کے کلام کو رد کر دیا خصوصاً
الناصب ..... الزايغ عن طريق الصواب کلام اس دشمن کا جو راہ صواب سے علحدہ ہو گیا یعنی فضل بن روزبہان
ذلك من جلائل نعم الله الوهاب على عبده الاواب۔ شیرازی اور یہ امر ایک نعمت ہے اُن بڑی نعمتوں سے جو خدائے بخشندہ نے
الراجي للتشمر العيني الجاهد اعداءه بالسيف اپنے بندوں کو بخشیں جو صرف اُسکی طرف رجوع کرتا ہے اور امیدوار ہے کہ

القيق والرحما الرديني نور الله بن شريف اپنی آنکھ سے شاہد کریں اسکے احسانات کا اور جو اسکے اعداے

المرعشي الحسيني كان الله له واجرى على نهج جہاد کرتا ہیں شمشیر ساختہ ہسادسے اور اس نیزہ جو ردینی کا بنایا

الحق عمله والمسئول من فضله العظيم وكرمه ہوا ہو اس مجاہد کا نام نوراللہ بن شریف المرعشی الحسینی

العميم ان يجعل مساعي في نصرة هذا ہی خدا اسکا معین و ناصر رہے اور اسکے عمل کو راہ حق پر جاری

المعشر ربعية مخلفة لزاد المحشر ووسيلة کریں اور اسکے فضل عظیم و کرم عمیم سے یہ مطلوب ہے کہ میری نصرت

مزلفة الى سيد البشر وآله الائمة الاثنى میں اس گروہ (یعنی امامیہ) کے جو مشقت اٹھائی ہیں اسکو ذریعہ

عشر وان يرزقني طلب ثارهم مع امام محمد ہمرسانی زاد روز محشر کریں اور اسکو وسیلہ تقرب کریں جناب سید

يدعوا الى اقتفاء آثارهم صلوات الله عليهم البشر اور انکی آل کے جو ائمہ اثنی عشر علیہم السلام ہیں اور مجکو

وان يحشرني في زمرة احباءهم وانصارهم یہ نصیب کریں کہ میں انکے خون کا انتقام امام مہدی ع کے

ويبوئني في دار القرار في جوارهم والمامول ساتھ لوں جو انکے آثار پیروی کیطرف دعوت کرینگے اور مجھ کو زمرہ

من افاضل المومنين الذين هم في حبل الدين احبا و انصار ائمہ علیہم السلام میں محشور کرے اور دارالقرار میں انکی ہمسائیگی

الامين ان يدعوني بدعاء الانتظام في زمرة میں جگہ دے اور امید ان افاضل مومنین سے جو دین امین کی محبت

الامنين اذا وقفوا على ما قاسيته في نظم هذا میں ہیں یہ ہی کہ جب واقف ہوں اس تعب پر جو میں اس تصنیف

العقد الثمين من عرق الجبين وكد اليمين فانه میں رجو گراں بہا قلادہ ہی کھینچا ہو میری لذ میرا اور عرق جبین کا

سبحانه لا يضيع اجر المحسنين وان يصلحوا حال معلوم کر کے میری دعا کریں کہ خدا مجھے امن رہنے والوں کے زمرہ

ما فيه من القصور والتقصير ومظان المواخذة میں منسلک فرمائے کیونکہ خداوند عالم احسان کرنیوالوں کے اجر کو ضایع

والتعبير فان قلة بضاعتي لاتحمد واضاعة نہیں فرماتا اور قصور و تقصیر و مواخذہ و سرزنش کے جو مقامات پائیں

وقتي في شواغل الدنيوية واضحة مع ما انا انکی اصلاح کریں کیونکہ میری کم بضاعتی واضح ہو اور دنیاوی مشغلوں

فيه من غربت الوطن وغيبة الكتب وضيق میں میرے وقت کا ضایع ہونا روشن ہو ساتھ ہی اسکے یہ ہو کہ غربت الوطن

البال بمفارقة الاهل والآل اذ بعد المركبت ہوں کتابیں موجود نہیں اہل و اولاد کی جدائی سے دل تنگ ہوں

شمہر و ردین نیزہ بنانیکے لئے عرب میں مشہور تھے۔ عزیز

غارب الاغتراب فی مبادی الشباب لتحصیل الحکم وتکمیل اسلئے کہ جب مینے ابتدائے شباب میں تحصیل علم کیلئے اپنے
الفیوض والنعم من وطنی شوشتر المحروسة الی وطن شوشتر کو چھوڑ کر مشہد مقدس رضوی میں حاضر ہوا اسکے
المشہد الروضة المقدسة الرضویة المانوسة بعد مجھے میرے زمانے نے ہند منحوس کیجانب کھینچا یہ بدبخت
رمانی زمانی الی ھند المنحوسة قامت تلک منحوس سرزمین میرے غم کو زیادہ کرتی رہی اور میری
الشوھاء المایوسة علی ازدیاد غمی واھتمت عداوت اور حسد کے مہیا کرنیمیں اہتمام کرتی رہی حتی کہ
فی عداوتی واعداد ھمی حتی ظننت انھا ھی ھند میں نے گمان کیا کہ ہند جگر خوارہ یہی ہے جسنے میرے غم زدہ گوار
للأکلة لکبد عمی لکن الله سبحانه نجا ببرکات محبة اھل البیت کا کلیجہ چبایا تھا لیکن خداوند عالم نے محبت اہلبیت صلوات
صلوات الله علیھم احیی قلبی المیت واجری بنانی علی الله علیہم کے برکات سے میرے دلکو زندہ کردیا اور میری انگلیوں
منوال وما رمیت اذ رمیت فانتصرنا للمصنف العلامة کو طریقہ ؤ رمیت اذ رمیت پر جاری فرمایا یعنی بحکم خدا جو کچھ ممکن
الحاشرین ووسمنا علی جباعرة الاشاعرة القاصرین ہوا وہی نے لکھا پس ہمنے مصنف علامہ کا انتقام جمع کرکے لیا
والناصبة الفاجرة الخاسرین فانتقمنا من اور اشاعرہ قاصرین اور گروہ دشمنان اہلبیت کو جو مرتکب فجور
الذین اجرموا وکان حقا علینا نصر المومنین زیاں کار ہیں داغدار کردیا۔ پس انتقام لیا ہمنے اُن لوگوں سے
والله الناصر والمعین وقد اتفق نظم ھذہ جنھوں نے جرم کیا اور ہمپر حق تھا مومنین کی نصرت کا اور خدا
اللئالی التی وشحت بھا عوالی المعالی فی سبعة اشھر من ناصر و معین ہے اور ان موتیوں کی نظم یعنے اس تصنیف کے تکمیل کا
غیر اللیالی لما تشرحت من کثرة ملالی وضعف القوی اتفاق سات ماہ میں ہوا بغیر راتوں کے کیونکہ مینے بیان کیا کہ مجھے
ونحول البدن کالشن البالی وکان اخرھا اخر ربیع الاولی کثرت ملال کی تھی اور ضعف قوی اور جسم کا ہزال اس حد کا تھا کہ
المنتظم فی سلک شھور سنه الف واربع عشر ببلدة اکرہ میں مثل پوسیدہ مشک کے ہو گیا تھا اور آخر تاریخ تحریر آخر ربیع الاول ۱۰۱۴ھ
اکرہ بلاد اتخذھا الکفر کرہ واستعمل فیھا الشیطان ہوئی اور یہ تصنیف شہر آگرہ میں جو مکروہ ترین بلاد ہے جسکو کفر نے اپنے
مکرہ صان الله المومنین عن مکرہ وحبلہ ولخرجھم عن آشیانہ کیلئے گھر قرار دیا ہے اور شیطان نے اُسمیں اپنا مکر استعمال کیا خدا مومنوں کو
سواد الھند جزنہ وسھلہ بحق الحق واھلہ اُسکے مکر اور حیلے سے محفوظ رکھے اور مومنین کو سواد ہند کے مقامات

ناہموار دشوار سے نکالے بحق حق اور اسکے اہل کے +

تقریظ جناب نجم الملۃ شمس العلما مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ ایدہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العالم بما فی الصدور الذی لم یجعل لہ نوراً فما لہ من نور والصلوٰۃ علی حبیبہ نجیبہ محمد المصطفےٰ وآلہ شفعاء یوم النشور اما بعد عالم ربانی جناب قاضی نور اللہ الحسینی المرعشی الآملی الشوشتری اعلی اللہ مقامہ واجزل فی الجنان اکرامہ معروف بشہید ثالث جنکا مرتبہ علمائے اہلبیت طاہرین میں ممتاز مرتبہ ہے۔ انکی سوانحعمری جسے عمدۃ الاحباب گرامی القاب ادیب باکمال شیریں مقال محمود الخصال جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب عزیز رفع اللہ قدرہ واضاء بدرہ نے نہایت تحقیق وترتیب انیق سے مرتب فرمایا ہے مجھے اسکے مطالعہ کا موقع ملا اور اُسے نہایت نافع پایا درحقیقت ممدوح نے اس تالیف لطیف سے تمام فرقہ کو رہین منت فرمایا ہے اور ایک عظیم الشان فریضہ ادا کیا ہے ایسے علمائے اعلام کے حالات اور انکے واقعات چشمۂ ہدایت ہیں جو ابدالآباد کیلئے فیضرساں ہو سکتے ہیں خداوند عالم مولف جلیل المرتبہ کو اسکا اجر جمیل اور ثواب جلیل عطا کرے اور ہر ہر فرد کو اُسکے مطالعہ سے استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے وہو الموفق

حررہ الجانی الفانی نجم الحسن عفی عنہ

غرۂ ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ